رسائل و مسائل

مہر کا استحقاق

سوال :- ایک مولوی صاحب سے ایک دن میں نے سنا کہ لڑکی جتنا حق مہر مانگے مانگ سکتی ہے اور پھر اگر یہ رقم لڑکی اپنے باپ یا بھائی کو دیدے دے سکتی ہے اور اگر حق مہر مانگ سکتی ہے تو کیا نکاح کے ٹائم مانگ سکتی ہے یا منگنی کے دنوں میں؟

حالانکہ حقیقت واضح ہے کہ اکثر لوگ اپنی بہنوں اور لڑکیوں کو بیچتے ہیں اور مقصود حق مہر کے بجائے دولت بٹورنا ہوتا ہے۔

واضح کریں کہ حقیقت کیا ہے اور قرآن اور حدیث کی رو سے اسلام حق مہر کو کہاں تک جائز قرار دیتا ہے؟

جواب :-

مہر کی کم از کم مقدار دس درہم ہے جس کی قیمت آج کل کے حساب سے سو روپے کے لگ بھگ بنتی ہے۔ اس سے زیادہ کی کوئی مقدار مقرر نہیں ہے، عورت جتنا مہر چاہے رکھوا سکتی ہے۔ لیکن اعتبار اس مقدار کا ہوگا جو نکاح کرتے وقت فریقین طے کرلیں۔ اور ادائیگی اسی طرح کرنا ہوگی جس طرح طے ہوئی ہو۔ اگر فوری ادائیگی کا فیصلہ ہوا تو فوری ادائیگی کرنا پڑے گی اور بعد میں دینا قرار پایا ہو تو بعد میں دینا ہوگا۔ مہر عورت کی ملک ہوتا

ہے وہ اس میں جس طرح چاہے تصرف کر سکتی ہے ۔ باپ کو دینا چاہے یا خاوند کو معاف کر دے ، دونوں صورتوں کی اجازت ہے ۔ لیکن ایسا عورت کی آزاد مرضی سے ہونا چاہیے ۔ اس بات کو رواج دے دینا کہ عورت کا مہر نکاح سے پہلے اس کے والد کو دیا جائے اور وہ اسے اپنی ضروریات میں استعمال کرے درست نہیں ہے ۔ البتہ والد اگر مہر کی رقم وصول کر کے لڑکی کے لیے جہیز وغیرہ بنائے اور لڑکی کی ملکیت میں دے دے تو اس کی گنجائش ہے ۔ بہر حال کچھ لوگ شریعت کی دی ہوئی رخصت کو اپنی اغراض پورا کرنے کا ذریعہ بنائیں تو اسے روکنے کی کوئی تدبیر اس کے سوا نہیں ہے کہ ان کے دلوں میں اللہ کا خوف پیدا کیا جائے ۔ دعوت و تبلیغ اور ترغیب و ترہیب کے ذریعے معاشرے میں بھلائیوں کو نشوونما دینے کی جدوجہد سے ہی غلط رسوم اور دنیا پرستی کی بیماریوں کا قلع قمع کیا جا سکتا ہے ۔ جو لوگ اس کا احساس رکھتے ہیں انہیں اس میدان میں کام کرنے والی قوتوں کے ساتھ جدوجہد میں بھرپور حصہ ادا کرنا چاہیے ۔

(ناظم شعبہ استفسارات)

احتیاط

ترجمان القرآن میں ضرورت استدلال کے لیے آیات و احادیث شائع ہوتی رہتی ہیں ۔ قارئین سے گذارش ہے کہ جن اوراق پر آیات و احادیث ہوں ۔ ان کا خاص احترام ملحوظ رکھیں تاکہ بے ادبی نہ ہونے پائے ۔

(ادارہ)